اقبال اور رسل ......فکری جائزہ

عبدالقدیر

Abstract:

Bertrand Russell is a British philosopher. He explained his veiws very freely. This article evaluates his concept of God, education and democracy. Russell does not believe in existance of God, he considers it a self-generated imaginated power, while Iqbal considers the existance of God an ultimate reality. Russell considers education as a source of art not wealth, here Iqbal seems to agree with him and connects the progress of nation with education. Russel gives preference to state upon religion. Iqbal does not believe in this thoery, near to Iqbal the pivot point of politics and democracy is religion and this religion determines the all tracks and also guides us.

رسل کا پورا نام "Bertrand Aurthur William Russell" ہے۔ رسل 18 مئی 1872ء کو انگلینڈ میں پیدا ہوا۔ اس کا تعلق خاندانِ رسل سے ہے، جو انگلستان کے قدیم ترین خاندانوں میں سے ایک ہے۔ اس کا دادا لارڈ جان رسل ایک مشہور لبرل وزیراعظم تھا جسے ملکہ وکٹوریہ نے 1840ء اور 1860ء میں دو مرتبہ بطور وزیراعظم حکومت بنانے کا کہا۔ اس کا باپ وائی کاؤنٹ امبرلے ایک آزاد خیال شخص تھا اور اس نے اپنے بیٹے کو مغرب کی موروثی دینیات سے پریشان نہ کیا۔ اس سوچ کا واضح اثر رسل کی شخصیت میں نمایاں نظر آتا ہے۔ والدکی وفات کے بعد رسل کا بچپن اور لڑکپن تنہائی میں گزرا۔ اس نے کئی مرتبہ خودکشی کی کوشش کی لیکن مذہب اور ریاضی کے متعلق مزید جاننے کیلئے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ پندرہ سال کی عمر میں رسل نے (Christian Religious-Dogma) عیسائی مذہب کے اصول وضوابط کی درستی اور مضبوطی بارے بہت غور کیا لیکن یہ مذہبی اصول اسے زیادہ متاثر نہ کر سکے اور وہ مذہب اور خدا کا منکر ہو گیا۔ سترہ سال کی عمر میں اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہے۔ 1890ء میں رسل کو ٹرینٹی کالج کیمبرج میں داخلہ مل گیا۔ 13 دسمبر 1894ء میں

اس نے Alys سے شادی کر لی لیکن یہ شادی 1921ء میں طلاق کی صورت میں اختتام پذیر ہوئی ۔

1896ء میں ایک سیاسی مطالعہ پر مضمون (German Social Democracy) لکھ کر اشاعتی کام کا آغاز کیا ۔ 1910ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار تعیناتی ہو گئی ۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران اس کا شمار امن پسند تحریک کے لوگوں میں رہا اور اسی جرم کی پاداش میں 1916ء میں اسے کالج سے نکال دیا گیا ۔ جنگ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر 1918ء میں ساڑھے چار ماہ کی قید بھی ہوئی ۔

> "When Cambridge dismissed him for his pacifism, he made the world his university". (۱)

1920ء میں اس کو روسی انقلاب کے اثرات کو جانچنے کیلئے حکومت وفد کیساتھ روس بھیجا گیا جہاں اس کی ملاقات ایک برطانوی خاتون Dora سے ہوئی ۔ یہ ملاقات 1921ء میں شادی کی شکل اختیار کر گئی ۔ دونوں نے مل کر 1927ء میں بیکن ہل سکول کا آغاز کیا ۔ لیکن 1932ء میں طلاق کی وجہ سے دونوں میں علیحدگی ہو گئی ۔ 1936ء میں اس نے Peter نامی خاتون سے شادی کر لی ۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران رسل کے نظریات میں خاصی تبدیلی نظر آئی ۔ لیکن اس کی ترمیم کی بنیادی وجہ ہٹلر کی کاروائیاں تھیں جو رسل کو یورپ کی جمہوریت کیلئے مستقل خطرہ محسوس ہوتی تھیں ۔ ایٹمی دور میں بھی اس نے نیوکلیئر طاقت کی مخالفت کی ۔ اس نے لندن میں Anti Nuclear Demonstration کے موضوع پر منعقد لندن میں ایک سیمینار میں شرکت کی جس کی وجہ سے 1961ء میں 89 سال کی عمر میں سات دن تک جیل کاٹنا پڑی ۔ 2 فروری 1970ء کو رسل اس دنیا سے چل بسا اور اس کی وصیت کے مطابق کوئی مذہبی رسومات ادا نہ کی گئیں بلکہ اسے جلا کر اس کی راکھ کو پہاڑی پر اڑا دیا گیا ۔ رسل نے پوری زندگی امن کی تبلیغ میں گزاری ۔ ڈیورانٹ اس حوالے سے رقمطراز ہے :

> "Our embattled pacifist, despite his most respectable origins was outlawed from society and denounced as a traitor to the country". (۲)

اس عظیم فلسفی نے زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بات کی ۔ البتہ مذہب، وجود باری تعالیٰ، تہذیب، سیاست اور معاشرتی اقدار پر واضح نظریات ملتے ہیں ۔ ذیل میں رسل اور برصغیر پاک و ہند کے عظیم فلسفی علامہ اقبالؒ کے فلسفیانہ نظریات کا فکری جائزہ لیا جائے گا ۔ اقبال زندگی کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر کے ساتھ مخصوص اور منفرد نظریات رکھتے ہیں ۔

مذہب اور وجود باری تعالیٰ:

خدا کا تصور دنیا کے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی شکل یا تصور میں موجود ہے بلکہ کوئی بھی مذہبی نظریہ اس کے بغیر وجود نہیں رکھتا ۔

> ''کائنات کے پیدا کرنے والی اس ذات باری تعالیٰ سے انکار مذہبی نقطہ نظر سے تو خیر ممکن ہے ہی نہیں ۔فلسفی انداز فکر بھی اس کی موجودگی کا واضح ثبوت پیش کرتا ہے چاہے ہم اسے اللہ کا نام دیں قدرت کا یا قادر مطلق کا''۔(۳)

رسل خدا کے وجود کو تسلیم کرنے سے باغی ہے ۔اس کے نزدیک یہ ایک خود ساختہ تخیلاتی طاقت ہے اور لوگ زور لگا کر اس طاقت کے سامنے اپنے آپ کو عاجز کمزور اور گنہگار ثابت کرتے ہیں جو دراصل انسانیت کے رتبے کی توہین ہے ۔

> "The whole concept of God is a conception drewed from the ancient oriental deposition. It is a concept quite unworthy of free man". (۴)

اس کے نزدیک اس کائنات میں کسی خدا کا وجود ممکن نہ ہے اور نہ ہی کوئی خدا خالق اور مالک ہے، بلکہ اس بے چین دنیا کا خالق تو کوئی (نعوذ باللہ) مسخرا شیطان لگتا ہے ۔جس نے مدہوشی کی حالت میں یہ سارا کچھ پیدا کر دیا اور پیدا کرنے میں کوئی خاص مقصد بھی نہ تھا ۔اس ضمن میں ڈیورانٹ رقم طراز ہے :

> "He finds no God in such contradictory world, rather only a humorous Mephisolpheles could have produced it and in a mode of exceptional deviltry". (۵)

اس کے مطابق خدا موجود نہ ہے اور اس زندگی کے بعد بھی کوئی زندگی وجود نہیں رکھتی یوں ایسی کوئی ہستی نہیں جو اس زندگی کا حساب اگلی زندگی میں لے گی ۔

> "Belief in God and a future life makes it possible to go through life with lens of sotic courage than is needed by sceptics". (۶)

رسل خدا کے وجود کا منکر ہے اور اس کی وجہ اس کا ایسے بہت سارے لوگوں کا مشاہدہ ہے جو خدا کے وجود کے منکر ہیں لیکن انہیں کوئی سزا نہیں مل رہی بلکہ جو خدا کے وجود کو مانتے ہیں کم ہمت اور کمزور دکھائی دیتے ہیں ۔ان کی خواہشات ہمیشہ دبی رہتی ہیں ۔اپنا ہر عمل ایک خود ساختہ خدا کے فرمان کے مطابق کرنے کی سعی کرتے ہیں ۔ وجود باری تعالیٰ کیساتھ رسل دنیا کے تمام مذاہب کا منکر بھی ہے ۔ بلکہ ان مذاہب کے آہستہ آہستہ ختم ہو جانے کا خواہاں بھی نظر آتا ہے اور یوں مابعد از طبیعات پر اس قدر مضبوط اور مستحکم ایمان کو وہ ذہنی نشو ونما میں کمی گردانتا ہے۔

> "I am myself a discenter from all knwon religions and I hope that every kind of religion's belief will die out".(۷)

رسل کے برعکس اقبال کے ہاں خدا کا تصور بہت زیادہ مضبوط اور مطلق ہے ۔اس کیلئے اقبال سائنسی

مشاہدے کو لازمی قرار دیتے ہیں ۔اقبال کا تصور خدا عیسائیت کے تصور خدا سے خاصا مختلف ہے ۔ان کے نزدیک خدا میں رحمت اور شفقت کا عنصر کم ہے اور مالک ومختار کی موجودگی زیادہ عیاں ہے ۔ان کے مطابق خدا کا تصور تخیلاتی اور خودساختہ نہ ہے بلکہ گہرے مشاہدات اور حقیقت کے رویوں سے خودبخود آشکار ہو جاتا ہے ۔ بقول اقبال :

> "The scinetific observation of nature keeps us in close contact with the behaviour of reality and shapness our intter perception for a deep vision of it." (۸)

اقبال نے اس کو (Ultimate Reality) حقیقت مطلق یعنی اللہ تعالی کے وجود کو حقیقی قرار دیا ہے اور اس حقیقت کو اپنے اظہار کیلئے کسی دلیل یا وضاحتی سہارے کی ضرورت نہ ہے ۔اگر مظاہرات فطرت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو خودی کی پہچان کیساتھ اس کے خالق کی پہچان بھی ممکن ہوتی ہے ۔ریاض صدیقی اس ضمن میں رقمطراز ہیں :

> ''علامہ خطبات میں لکھتے ہیں کہ ''طبیعات کے مطابق اشیاء کی حقیقت ذہنی اور روحانی ہے چنانچہ ایک خالق حقیقی کا وجود ثابت ہوجاتا ہے ۔ایسا خالق جو ریاضیاتی انداز میں سوچتا ہے ۔ کائنات اسی خالق حقیقی کی فکر کا نتیجہ ہے''۔(۹)

یوں اقبال نے اس خدا کا تصور حقیقی بیان کیا جس خدا کو رسل خودساختہ اور تخیلاتی قرار دیتا ہے خدا کے وجود کا منکر ہونے کیساتھ رسل مذہب کے وجود کا بھی منکر ہے ۔اس کے نزدیک تمام مذاہب کی بنیاد جھوٹ پر ہے ۔ مذاہب خود ساختہ ہیں اور سارے مذاہب آہستہ آہستہ صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے ۔وہ اپنے ایک مضمون (Religion and Churches) میں لکھتا ہے:

> "Religion is a word which has many meanings and a long history. In origin it was concerned with certain rites, inherited from a remote past perfomred originally for some reason long since forgotten and associated from time to time with various myths to account for thier supposed importance. Muhc of this lingers still".(۱۰)

گویا رسل کے نزدیک مذہب صرف ایک خود ساختہ تصور کا نام ہے جس میں ماضی بعید سے تخیلاتی عوامل کو اہمیت دی جاتی ہے ۔وہ مذہب کی مخالفت اس لیے کرتا کہ (اس کے خیال میں) مذہب تنگ نظری پیدا کرتا ہے اور اپنے تخیلاتی خداؤں کو سچا ثابت کرنے کیلئے دوسروں کو کم تر ثابت کرنے کیساتھ تنگ بھی کرتا ہے ۔وہ پندرہ سال کی عمر سے ہی مذہب کا منکر نظر آتا ہے اور اس نے اپنے کئی مضامین اور کتابوں میں اپنے عیسائی ہونے کا تذکرہ کیا ہے ۔Why I am not a Christian اس کی ایک واضح مثال ہے ۔رسل کے حوالے سے Egner لکھتا ہے :

"I should like to clear that I am not a Christian and have not been a Christian since the age of fifteen". (۱۱)

جب سے اس نے مذہب کے بارے میں سوچنا شروع کیا تب سے ہی وہ مذہب کا منکر نظر آتا ہے ۔

"From such a starting point Bertrand Russell was almost fated to pass into agnosticism". (۱۲)

وہ مذہب کا منکر اس لیے بھی ہے کہ اس سے فکر کی طاقت اور خود مختاری ماند پڑ جاتی ہے ،لوگوں کے جذبات اور اختیارات کمزور پڑنے لگتے ہیں ،نظریات کی بڑھوتری رک جاتی ہے ۔وہ ایک مذہب کا پیروکار ہے اور وہ مذہب سوچ اور فکر کا مذہب ہے جس کی مدد سے ساری دنیا پاکیزہ ہو سکتی ہے ۔سوچ اور خیالات پر جمی ہوئی میل کچیل اس کی مدد سے دُور ہو سکتی ہے ۔

"That is the religion of though in whose scorching flames, the dross of world is being burnt away". (۱۳)

اس کے نزدیک مذہب جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کی پیروی کرنا انسانیت کی عظمت کی دلیل کی توہین ہے اور اس جھوٹ کو ماننے سے تو بہتر ہے یہ دنیا ہی تباہ ہو جائے کیونکہ اگر زندگی کی بنیاد جھوٹ پر ہوئی تو اس کا مقصد ختم ہو جائے گا ۔

"Better the world should perish than that I or any human being should believe in lie". (۱۴)

مذہب کی مخالفت کی ایک وجہ مذہب کا فلسفہ اور ریاضی کے معیارات پر پورا اُترنا نہ ہے ۔وہ مذہب کو فلسفے کو کسوٹی پر پرکھتا ہے ۔لیکن اقبال یہاں اس کے مخالف نظر آتے ہیں ۔اقبال کے نزدیک مذہب کی حقانیت کسی صورت بھی فلسفے کی محتاج نہ ہے اور فلسفے کی کسوٹی کو مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے استعمال کرنا مناسب نہیں ۔ فلسفہ انسانی عقل کی ارتقائی منازل کا محتاج ہوتا ہے جس میں ہر گزرنے والی ساعت اپنے اثرات اور نشانات چھوڑ دیتی ہے ۔

”فلسفہ کے مقابل مذہب کی عائد کردہ شرائط کا مطلب یہ ہے کہ فلسفہ کو بہر حال یہ اجازت نہیں کہ وہ اگر بزور دلیل کسی مذہبی عقیدے کی حقانیت کو ثابت نہ کر سکے تو مذہب کے خلاف سرکشی اور بغاوت کا علم بلند کر دے“ ۔(۱۵)

اقبال ان مذاہب کی مذمت کرتے ہیں جو زندگی سے فرار کو ترجیح دیتے ہیں اور فطرت کے مطابق نظر نہیں آتے لیکن وہ ان چند ایک کی وجہ سے تمام مذاہب انکار کو مناسب نہیں سمجھتے ہیں ۔اس ضمن میں ڈاکٹر اعوان رقمطراز ہیں :

”اقبال کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ بعض مذاہب اور فنون زندگی سے بزدلانہ فرار کی راہ دکھاتے ہیں تاہم تمام مذاہب پر یہ الزام عائد نہیں کیا جا سکتا“ ۔(۱۶)

اقبال کے نزدیک کچھ غیر مفید مذاہب کی وجہ سے دنیا کے تمام مذاہب کو فضول اور غیر ضروری قرار دے دینا ٹھیک نہیں بلکہ ان کے نزدیک تو کسی قوم کا وجود مذہب کے بغیر ممکن ہی نہیں ۔

ع قوم مذہب سے ہے ، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں (۱۷)

اقبال کے مطابق مذہب خودی کی پہچان کا نام ہے ۔اس کا مقصد انسانیت کی توہین (جیسا کہ رسل نے کہا تھا) نہ ہے بلکہ یہی تو شعور اور اختیارات سے نوازتا ہے ۔

"Now since the transformation and guidance of man's inner and outer life is the essential aim of religion".(۱۸)

اقبال ایسے لوگوں کے بارے میں ایک منفرد رویہ رکھتے ہیں جو لاادری ہونے کے باوجود بھی مذہب کی اقدار کو نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ ان کی جانب رجحان بھی رکھتے ہیں ۔

''بعض لوگ لاادری ہوتے ہوئے بھی مذہبی رجحان طبع رکھتے ہیں ..... لوگوں کے طرزِ فکر سے ان کے کردار کے متعلق رائے قائم کرنے میں ہمیں محتاط رہنا چاہئے''۔(۱۹)

اقبال کے نزدیک مذہب اور وجود باری تعالیٰ کے اقرار کی مدد سے ہی ترقی ممکن ہے ۔جس مذہب کو رسل نے ریاضیاتی معیارات پر پورا نہ اترنے پر ٹھکرا دیا اقبال اسی مذہب کے خالق کو ریاضیاتی سوچ کا حامل قرار دیتا ہے ۔ اقبال کے نزدیک خدا خالق ہے اس نے تمام وسعتوں کو تخلیق کیا اور خود ان کی وسعتوں میں موجود بھی ہے لیکن وسعتوں میں موجود ہونے کے باوجود ان کا حصہ نہیں لہٰذا کائنات کی حیثیت خدا کے مدمقابل ذات کی نہیں بلکہ خدا کے تخلیقی عمل کے مسلسل اظہار کی ہے ۔

ع یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون (۲۰)

گویا کائنات کا وجود اور اس کے مظاہر خدا کے وجود کی دلیل ہیں اور مذہب اسی وجود کے اقرار کا نام ہے لیکن رسل ایسے عقائد کو انسانی عظمت کی توہین اور تخیلاتی عوامل ہی قرار دیتا ہے ۔ یوں اقبال اور رسل کے ہاں وجود باری تعالیٰ اور مذہب کے تصورات میں فکری اختلافات پائے جاتے ہیں ۔

علم اور تعلیم :

علم اور تعلیم سے اقبال اور رسل دونوں کے ہاں دلچسپی نظر آتی ہے ۔اقبال نے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز تعلیم سے ہی کیا ۔علم الاقتصاد جیسی معتبر کتاب ان کی علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔رسل نے بھی تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی ۔ 1927ء سے 1932ء تک اپنی بیوی Dora کے ساتھ مل کر بیکن ہل سکول چلایا دنیا بھر میں کئی لیکچرز دیئے اور بہت ساری جامعات سے منسلک رہا مثلاً کیمبرج یونیورسٹی انگلینڈ، دی یونیورسٹی آف شکاگو، دی یونیورسٹی

آف کیلیفورنیا، ہارورڈ یونیورسٹی اور نیشنل یونیورسٹی چاینہ۔ رسل نے دنیا میں جنگ ختم کرنے اور دنیا کو پُرامن بنانے کیلئے تعلیم کو ہی لازمی قرار دیا ہے۔ خصوصی طور پر بچوں کو تعلیم کو تبدیلی کیلئے لازمی قرار دیا۔ Egner لکھتا ہے:

> "Lord Russel held that peace can never be permanently secured until the education of childern is changed". (۲۱)

اس کے لیے تعلیم لازمی ہے۔ شعور کی بیداری اور صلاحیتوں کی نشو ونما بھی تعلیم کی بدولت ہی ممکن ہے۔ اس کے مطابق تعلیم افراد میں شعوری نشو ونما تیز کرتی ہے اور سوچنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ اس کی بدولت معاملات کو نئے انداز سے سمجھا جاتا ہے نہ کہ پرانے تصورات کی ہی پیروی لازمی ٹھہرتی ہے۔

> "To moderm educated people, it seems obvious that matters of fact are to be ascertained by the observation, not by consulting ancient authorities".(۲۲)

اقبال کے ہاں تعلیم کا یہی تصور ہے، علم روایتی باتوں پر کاربند رہنے کا نام نہیں بلکہ ذہنی نشو ونما اور استدلال سے کام لینا ہی تعلیم کے احاطے میں آتے ہیں۔

> ''اقبال کے نزدیک ایسا علم جو شعور و خودی اور اجتماعی قوتوں کو کمزور کرنے کا سبب ہو معتبر نہیں ہوسکتا کیونکہ علم کا بنیادی مقصد ذہن کو آگہی فراہم کرنا ہے''۔ (۲۳)

ذہنی نشو ونما کے ساتھ تعلیم تہذیبی اور سماجی پہلوؤں میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اقبال تہذیب وثقافت اور سماجی نکھار کیلئے بھی تعلیم کو بنیاد قرار دیتے ہیں۔

> "It must be an education which is throughly permeated and vitalized by the spirit and the ideals of this cultural and social order". (۲۴)

اقبال روایتی تعلیم کا مخالف ہے محض لفظوں کی پہچان تعلیم نہیں، ذہنی نشو ونما اور بڑھوتری کا عمل اس کا بنیادی مقصد ہونا چاہئے۔ رسل بھی ایسی تعلیم کی مخالفت کرتا ہے جس میں صرف مادے کی ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔ اس تعلیم کا مقصد حکیمانہ سوچ کی پیدائش ہونا چاہئے۔ رسل کے حوالے سے ڈیورانٹ رقمطراز ہے:

> "We are building the equipment, but we are still primitive in methods and techniques. We think of education as the transmission of a certain body of setelled knowledge, when it should be rather the development of scientific habit of mind". (۲۵)

یوں تو رسل کے نزدیک مادے کی ترقی بے معنی ہے۔ حکیمانہ انداز فکر اور سوچ کی پرورش ہی تعلیم کیلئے ذمہ داری کی حیثیت ہے۔ اس کے مطابق اگر تعلیم اپنے اصل معنوں میں رائج ہو تو دولت کی بجائے فن کو اہمیت دے

گی۔

"Education could mould opinion to admire art more than wealth". (۲۶)

اقبال بھی تعلیم کو اسی اہمیت کے مقام پر دیکھتا ہے۔محض فقروں کی ترتیب اور مادے کی ترقی تعلیم کا ثمر نہ ہے بلکہ اس کا مقصد تو زندگی کی جنگ کی تیاری سے متعلق ہے۔

''آئین حیات کیا؟ جہد مسلسل ... پھر تعلیم کی غرض و غایت کیا ہونی چاہئے، بدایۂ کشمکش حیات کی تیاری.....''(۲۷)

اقبال کے نزدیک علم سب سے بڑی طاقت ہے اور اس سے بڑھ کر کسی بھی قوم کی بقاء کی ضامن کوئی اور بات نہیں ہوتی ہے۔مادے کی طاقت ایک طرف علم کی طاقت کا کوئی ثانی نہ ہے۔مادے کی طاقت بھی اس علم کی طاقت کی محتاج ہے۔وہ اپنے مضمون ''قومی زندگی'' میں رقم طراز ہیں:

''قوموں کی بقاء ان کی افراد کی تعداد، ان کے فولادی ہتھیاروں پر انحصار نہیں رکھتی بلکہ ان کی زندگی کا دارومدار اس کاٹھ کی تلوار پر ہے۔جو''قلم'' کے نام سے موسوم کی جاتی ہے''۔(۲۸)

اس تلوار سے صرف روٹی کا حصول مقصود نہ ہے بلکہ اس تعلیم کی مدد سے اپنی شناخت قائم کرنا اور ذہنی نشو ونما کا عروج ہے۔اگر خودی کی پہچان نہ ہو تو اس سارے معاملے کی حقیقت بے معنی رہ جاتی ہے۔

ع وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں

جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کف جو (۲۹)

اقبال تعلیم کو مستقبل کی ضمانت قرار دیتا ہے۔رسل بھی اسی انداز سے سوچتا ہے۔

"It may even make of our childern's children the new men and women who must come before the new society can appear". (۳۰)

اقبال کے ہاں مذہبی تعلیم کو بہت اہمیت ملتی ہے لیکن اس کے برعکس رسل کے ہاں مذہبی تعلیم کی شدت سے مخالفت نظر آتی ہے۔اقبال جدید تعلیم کے حامی ہیں مگر اس جدید تعلیم کی بنیاد بھی مذہبی تعلیم پر ہی تصور کی جاتی ہیں۔جس کو وہ اپنے لیے نجات اور ہدایت کا سامان گردانتے ہیں جبکہ رسل اس کی بھرپور مخالفت کرتا ہے کیونکہ مذہبی تعلیم بہت ساری دوسری تعلیمی جہتوں کو متاثر کرسکتی ہے۔جیسے ارتقاء کی تھیوری کی مخالف کی گئی:

"Owing to the identification of religion with virute, together with the fact that most religious men are not the most intelligent, a religious education gives courage to the stupid to the resist the authrity of educated men as has happened for example where the teaching of

evolution has been made illegal". (۳۱)

رسل مذہبی تعلیم کو جدید تعلیم کے راستے میں رکاوٹ سمجھتا ہے جبکہ اقبال تو تعلیم کی بنیاد ہی مذہب کو قرار دیتے ہیں ۔ بقول ریاض صدیقی :

''اقبال کا نظریہ ''علم''، ''جدید علوم'' جدید سائنسی افکار، قرآن (وحدیث) کے متعین کردہ علم وفکر کی باہمی تحلیل سے عبارت ہے''۔(۳۲)

اس کے نزدیک علم سے انسان میں مذہبی تعلیمی اقدار کا فروغ ہونا چاہئے ، خود کی پہچان بھی اسی کا ایک خاصہ ہے :

ع علم میں دولت بھی ہے ، قدرت بھی ہے ، لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ (۳۳)

اقبال مذہبی تعلیم کو ایک اور انداز سے پیش کرتا ہے ۔اقبال کی مذہبی تعلیم روایتی نہ ہے بلکہ ہر لحاظ سے مختلف اور جامع ہے جس میں الہ کا تصور بھی ٹھونسنے کی بجائے پیش ہی کیا جاتا ہے ۔

"Religious education will be radically different in form and content, from what passess under the name of 'The Teaching of Theology'." (۳۴)

اس کے مطابق تعلیم کا مقصد خودی کی پہچان ہے اور یہی مطالبہ مذہب کا ہے یوں مذہب کی تعلیم لازمی ہے ۔

رسل مذہبی تعلیم کے ساتھ تاریخ '' History '' کی تعلیم کا بھی مخالف ہے ۔اس کے مطابق یہ مضامین اختلافی ہیں ۔تاریخ میں ایک قوم کے ہیرو دوسری قوم کے لیے غدار یا شاطر دشمن تصور کیے جاتے ہیں اور معاملات کو صرف طرفداری میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

"It is in history and religion are contraversial subjects that the actual instruction is positively harmful. These subjects touch the interest by which schools are maintained." (۳۵)

رسل نے مذہب اور تاریخ کی تعلیم کو پورے نظامِ تعلیم اور مقصدِ تعلیم کیلئے زہر قاتل قرار دیا ہے ۔لیکن اس پہلو کے علاوہ اقبال اور رسل دونوں ہی تعلیم اور علم کو سچائی کا نام دیتے ہیں ۔

رسل کے نزدیک :

"Education is essentially constructive and requires some positive conception of what consititues a good life." (۳۶)

اقبال بھی اسی سوچ کے حامل ہیں :

"Knowledge is sense perception, elaborated by understanding." (۳۷)

اقبال اور رسل تعلیم کے متعلق مثبت رویہ رکھتے ہیں لیکن مذہبی تعلیم کے معاملے پر دونوں میں اختلاف ہے ۔

رسل کی اس مذہبی تعلیم کی مخالف مغرب کے مذہبی نظریات کی بدولت ہے ۔ جہاں دینی تعلیم انفرادی معاملہ ہے جبکہ اجتماعی معاملات حکومتی ذمہ داری ہے ۔اقبال نے مغرب کے اس مذہبی نظریے کا ذکر کرتے ہوئے ایک نکتہ بیان کیا ہے اور رسل کی مذہبی تعلیم کی مخالفت کی وجہ سے بھی یہی مسئلہ ہے ۔

> ''مسیحیت نے یہ تعلیم دی کہ دین انفرادی اور پرائیویٹ ہے جس سے بدبخت یورپ میں یہ بحث پیدا ہوئی کہ دین چونکہ پرائیویٹ عقائد کا نام ہے ۔اس واسطے انسانوں کی اجتماعی زندگی کی ضامن صرف سٹیٹ ہے'' ۔(۳۸)

سیاست، جمہوری و معاشی نظام:

سیاست کے میدان میں رسل اور اقبال دونوں نے اپنے اپنے منفرد انداز کے ساتھ کردار ادا کیا ۔ رسل کا تعلق انگلینڈ کے ایک سیاسی خاندان سے ہے ۔ یوں سیاست میں اس کو خاصا تجربہ حاصل ہے اقبال نے عملی سیاست کا آغاز تو ذرا دیر سے ہی کیا لیکن ان کا انداز سیاست بے نظیر ہے ۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری رقمطراز ہیں :

> ''دنیا میں عالمی شہرت کے شاعروں اور مفکروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے اقبال کی طرح سیاست خصوصاً عملی سیاست سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہو اور اپنے خوابوں کی تعبیر میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوا'' ۔(۳۹)

رسل کی ساری زندگی سیاسی امور میں ہی گزری لیکن اس کے باوجود اس نے ساری زندگی میں امن پسند تحریکوں کی حمایت میں گزار دی جہاں کہیں بھی اسے سیاسی عوامل میں جنگ یا خرابی کے مقاصد نظر آئے اس نے علم بغاوت بلند کیا اس کے امن پسند رویے کے متعلق Egner لکھتا ہے:

> "His pacific views crystallised when he said that neither the Allies nor the central powers could solve any problem by means of ware." (۴۰)

اقبال اور رسل کے درمیان سیاسی افکار کی موافقت کے باوجود ایک اختلاف بھی ہے وہ مذہب کا سیاست سے تعلق ہے ۔ رسل سیاست میں مذہب کو کوئی درجہ نہیں دیتا جبکہ اقبال سیاست کو دین سے الگ نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک خدا کی واحدانیت کا اقرار اور حفاظت کا بدلہ تو یہ مال و دولت اور اختیارات ہیں لیکن سیاست بھی اسی معیار اور قوائد میں ہو ۔اگر سیاست دین سے دُور لے جا رہی رہو تو سیاست چھوڑنا بہتر ہے ۔

ع   پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظ حرم کا اک ثمر (۴۱)

اس ضمن میں ڈاکٹر فرمان فتحپوری لکھتے ہیں :

> ''شاعری اور نثر دونوں میں ان کے یہاں دین سے وابستہ سیاست کی تائید و تبلیغ کا واضح

رجحان ملتا ہے"۔(۴۲)

معاشرتی معاملات اور طرز زندگی اور معاشی نظام میں رسل اور اقبال عوام کے حامی اور ان کی خاطر آواز بلند کرنے والے نظر آتے ہیں۔ روس کے انقلاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بالشوزم کی مخالفت میں اقبال کھڑے نظر آتے ہیں۔ان کے نزدیک :

"بالشوزم نے سرمایہ داری کا کلیتاً خاتمہ کر کے انتہاپسندی کا مظاہر کیا ہے"۔(۴۳)

اقبال اس جمہوری نظام اور سرمایہ دارانہ نظام دونوں کے مخالف ہیں

ع دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

ع گرمیٔ گفتار اعضائے مجالس الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داری کی ہے جنگ زرگری (۴۴)

اس طرح کے جمہوری نظام اور اشتمالی نظام کے بارے میں رسل کی بھی یہی سوچ ہے۔ جب 1920ء میں رسل کو روس میں انقلاب کے اثرات کا جائزہ لینے کیلئے حکومتی وفد کے ساتھ روس بھیجا گیا تو رسل نے بھی اقبال کی طرح اس بالشوزم کو پسند نہ کیا جواب ایک انتہا پسند تنظیم بن چکی تھی۔اسے رات کے اندھیرے میں" سیاسی قتل" کیلئے چلنے والی گولیوں کی آوازیں بہت گہرا صدمہ پہنچاتی تھیں۔Robert E لکھتا ہے:

"Since his visit to Russia in 1920, he has been a consistant opponent of communism both thoery and practice." (۴۵)

سیاسی فکر میں اقبال اور رسل کے خیالات میں کافی حد تک ہم آہنگی نظر آتی ہے لیکن یہاں بھی اقبال نے سیاست کو مذہب کیساتھ مشروط کر دیا۔جبکہ رسل مذہب کی بجائے State کو اہمیت دیتا ہے۔رسل نے اقبال کی طرح ہمیشہ امن کی بات کی ہے اور ایسی جمہوریت اور جمہوری رویوں سے پناہ مانگی ہے۔جن سے جنگ یا عوام کے استحصال کی بُو آتی ہو۔

المختصر دونوں فلسفیوں کے افکار میں موافقت اور عدم موافقت نظر آتی ہے جو ان کی اپنی اپنی جگہ علمی بصیرت کی دلیل ہے۔دونوں کے افکار نئے سوچنے والوں کے لیے کئی در وا کرتے ہیں

K. G Saiyidain اقبال کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

"Iqbal, great poet, great philosopher, great educationist, great humanist and great Muslim". (۴۶)

رسل کے حوالے سے Will Durent لکھتا ہے:

"Not a courtier but surely a scholar and gentelman and a better Christian than some who mouth the word".(۴۷)

اقبال اور رسل کے ہاں بہت ساری فکری مماثلتیں موجود ہیں ۔ مذہبی نقطۂ نظر میں اختلاف ضرور ہے لیکن رسل مذہب اور خدا کا منکر ہونے کے باوجود ایسے ہی اقدار اور روایت کا حامی ہے جن کا حکم مذہب میں دیا جاتا ہے ۔ یہ دونوں علم دوست فلسفی ہیں اور علم کو فلاح کی راہ گرادنتے ہیں اس علم سے متنفر ہیں جو صرف مادیت پرستی کو فروغ دیتا ہے ۔جس علم سے خودی کی پہچان ہی نہ ہو پائے اس علم کو زہر قرار دیا گیا ہے ۔ رسل اور اقبال کسی بھی صورت عوام کے حقوق کی پامالی پسند نہیں کرتے ، ایسے معاشرتی اور معاشی نظام کی مخالفت کی گئی ہے جس میں عوام کا استحصال نظر آتا ہے ، ہمیشہ لوگوں کے حقوق اور امن کی بات نظر آتی ہے ۔

افکار میں اختلافی پہلو بھی اہمیت کے حامل ہیں ۔ نئے محقق یا مفکر کا ان افکار کے ساتھ موافق ہونا یا نہ ہونا ایک الگ معاملہ ہے لیکن ان افکار کی روشنی میں نئے مباحث ضرور کھلیں گے ۔

حوالہ جات :

(۱) William Durant, *The Story of Philosophy*, Garden City New York 1993, P-518

(۲) Ibid, P-524

(۳) محمد عظیم ملک، لطیفہ خانم صدیقی، **عکسِ اقبال**، مکتبہ لائبریری لاہور ۱۹۷۵ء، ص 165

(۴) Robert E. Egner, *Bertrand Russell's Best*, Unwin Hymin London 1998, P-48

(۵) Will Durant, *The Story of Philosophy*, P-523

(۶) Robert E. Egner, *Bertrand Russell's Best*, P-48

(۷) Ibid, P-58

(۸) Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam*, P-90

(۹) ریاض صدیقی ''اقبال اور علم'' مشمولہ **اقبالیات کی مختلف جہتیں**، بزم اقبال لاہور ۱۹۸۸ء، ص 112

(۱۰) Bertrand Russell, *Principles of Social Reconstruction*, London 1980, P-142

(۱۱) Robert E. Egner, *Bertrand Russell's Best*, P-54

(۱۲) Will Durant, *The Story of Philosophy*, P-522

(۱۳) Ibid, P-519

(۱۴) Ibid

(۱۵) محمد آصف اعوان، ڈاکٹر، **معارف خطبات اقبال**، نشریات لاہور: ۲۰۰۹، ص 25

(۱۶) محولہ بالا، ص 43

(۱۷) محمد اقبال، ڈاکٹر، **بانگ درا**، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور: ۱۹۷۳، ص 201

(۱۸) Waheed Qureshi, Dr., *Selection from the Iqbal Review*, Iqbal Academy Lahore 1983, P-43

(۱۹) جاوید اقبال، ڈاکٹر، **شذرات فکر اقبال**، مترجم افتخار احمد صدیقی، مجلس ترقی ادب لاہور: ۱۹۷۳ء، ص 125

(۲۰) محمد اقبال، ڈاکٹر، **بال جبریل**، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور: ۱۹۷۳، ص 28

(۲۱) Robert E. Egner, *Bertrand Russell's Best*, P-81

(۲۲) Ibid, P-83

(۲۳) ریاض صدیقی، **اقبال اور علم**، محولہ بالا، ص 119

(۲۴) K. G. Saiyidian, *Iqbal's Education Philosophy*, Arafat Publication Lahore 1938, P-192

(۲۵) Will Durant, *The Story of Philosphy*, P-525

(۲۶) Ibid, P-526

(۲۷) جاوید اقبال، ڈاکٹر، **شذرات فکر اقبال**، محولہ بالا، ص 131

(۲۸) محمد آصف اعوان، ڈاکٹر، **مغربی تہذیب کے مشرقی نہاد**، بزم اقبال، لاہور: ۲۰۱۲، ص 116

(۲۹) محمد اقبال، ڈاکٹر، **ضرب کلیم**، عبداللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور: ۲۰۰۹، ص 158

(۳۰) Will Durant, *The Story of Philosophy*, P-525

(۳۱) Robert E. Egner, *Bertrand Russell's Best*, P-82

(۳۲) ریاض صدیقی، **اقبال اور علم**، محولہ بالا، ص 112

(۳۳) محمد اقبال، ڈاکٹر، **ضرب کلیم**، محولہ بالا، ص 77

(۳۴) K.G Saiyidian, *Iqbal's Education Philosophy*, P-195

(۳۵) Bertrand Russell, *Principles of Social Reconstrction*, P-104

(۳۶) Ibid, P-101

(۳۷) Muhammad Iqbal, *The Reconsutrction of Religious Thoughts in Islam*, P-11

(۳۸) محمد اقبال، **مقالات اقبال**، مرتبہ عبدالواحد معینی، آئینہ ادب، لاہور: ۱۹۸۸، ص 265

(۳۹) فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، ''اقبال کے سیاسی افکار اور تحریک پاکستان'' مشمولہ **اقبالیات کے سو سال**، اقبال اکادمی، لاہور: ۲۰۱۲، ص 633

(۴۰) Robert E. Egner, ***Bertrand Russell's Best***, P-102

(۴۱) محمد اقبال، ڈاکٹر، **بانگ درا**، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور: ۱۹۷۳ء، ص 265

(۴۲) فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، ''اقبال کے سیاسی افکار اور تحریک پاکستان'' محولہ بالا، ص 641

(۴۳) فرمان فتح پوری، ڈاکٹر محولہ بالا، ص 641

(۴۴) محمد اقبال، ڈاکٹر، **بانگ درا** محولہ بالا، ص 261

(۴۵) Robert E. Egner, ***Bertrand Russell's Best***, P-102

(۴۶) K. G. Saiyidian, ***Iqbal's Education Philosophy***, Dedication

(۴۷) Will Durant, ***The Story of Philosophy***, P-529

کتابیات:

(۱) جاوید اقبال، ڈاکٹر جسٹس، **شذرات فکر اقبال**، مترجم افتخار احمد صدیقی، مجلس ترقی ادب، لاہور: ۱۹۷۳ء

(۲) ریاض صدیقی، اقبال اور علم مشمولہ **اقبالیات کی مختلف جہتیں**، بزم اقبال: لاہور، ۱۹۸۸ء

(۳) فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اقبال کے سیاسی افکار اور تحریک پاکستان، مشمولہ **اقبالیات کے سو سال**، اقبال اکادمی لاہور ۲۰۱۲ء

(۴) محمد آصف اعوان، ڈاکٹر، اقبال کے سیاسی افکار اور تحریک پاکستان مشمولہ **اقبالیات کے سو سال**، اقبال اکادمی لاہور، ۲۰۱۲ء

(۵) محمد آصف اعوان، ڈاکٹر، **مغربی تہذیب کے مشرقی نقاد**، بزم اقبال، لاہور: ۲۰۱۲ء

(۶) محمد اقبال، ڈاکٹر، **بانگ درا**، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور: ۱۹۷۳ء

(۷) محمد اقبال، ڈاکٹر، **ضرب کلیم**، عبداللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ، اُردو بازار لاہور: ۲۰۰۹ء

(۸) محمد اقبال، ڈاکٹر، **بال جبریل**، شیخ غلام علی سنز، لاہور: ۱۹۷۳ء

(۹) محمد اقبال، **مقالات اقبال** مرتبہ عبدالواحد، آئینہ ادب، لاہور: ۱۹۸۸ء

(۱۰) محمد عظیم ملک، لطیفہ خاتم صدیقی، **عکس اقبال**، مکتبہ میری لائبریری لاہور، ۱۹۷۸ء

(۱۱) Bertrand Russell, ***Principles of Social Reconsutrction***, Unwin Hyman Ltd. London 1980

(۱۲) Bertrand Russell, ***In Praise of Idleness***, Unwin Hyman London 1990

(۱۳) K. G. Saiyidian, ***Iqbal's Education Phiolosophy***, Arafat Publication Lahore 1938

(۱۴) Robert E. Egner, ***Bertrand Russell's Best***, Unwin Hyman London 1988

(۱۵) Waheed Qureshi, Dr., ***Selection From the Iqbal Review***, Iqbal Academy Pakistan, Lahore 1983

(۱۶) Will Durant, ***The Story of Philosophy***, Garden City Publishing Co. Inc. Garden City New York 1933